

# حرف صفر



علی ناصر

اُس کے لیے، جو پردے میں ہے مگر پردے میں نہیں

# حرفِ صفر

سلسلہ تو تُو ہی میرا، تُو ہی تو یہ انجام ہے

علی ناصر

تمام حقوق محفوظ ہیں © 2026 علی ناصر

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ، مکمل یا جزوی، کسی بھی صورت میں  
از خود نقل، ذخیرہ، یا کسی بھی شکل یا ذریعے سے منتقل نہیں  
کیا جاسکتا، چاہے وہ برقی، میکینیکی، فوٹوکاپی، ریکارڈنگ، یا  
کسی اور ذریعے سے ہو، بغیر مصنف کی پیشگی تحریری اجازت کے۔

یہ کتاب ایک تخلیقی کاوش ہے، اور اس میں شامل تمام اشعار اور متن مصنف کی  
ملکیت ہیں۔

پہلا ایڈیشن: 2026

مصنف: علی ناصر

## فہرستِ مضامین

5.....	دو مصرعی اشعار
20.....	چار مصرعی اشعار
41.....	غزلیں

# دو مصرعی اشعار

تیرے نام پر صفحے کیا بھرنے چھوڑے

تو نے اپنا قلم ہی مجھ سے چھین لیا



میں اُس کی بے وفائی کا منتظر تھا

جس سے وفاتکِ متوقع نہ تھی



تجھے بھلانا اتنا مشکل نہیں ہے لیکن

مسئلہ یہ ہے کہ تیری یاد آتی رہے گی





مسکرا کر سنتے ہیں ہم ان کی باتیں

جو بعد میں رونے کا حق چھین لیتے ہیں



اُس کے بغیر اتنا گزارا کرنا تھا کہ

اُس کے بغیر یہ زندگی گزر جاتی



ہم ان کی آنکھوں کا خمہ ردیکھیں

اپنی نظریں موڑ لیں یا مڑ کر بار بار دیکھیں



ہلے اُس کا جلد آنا بھی تاخیر سا لگتا تھا  
اب اُس کا مجھے بلانا بھی تقدیم سا لگتا ہے



میں نے انہی کھلی آنکھوں سے لکھا تھا

اُس نے انہی بند نظروں سے ٹھکرا دیا



جاگا ہوا ہی کسی کے انتظار میں

وہ جو خود کب کا سو گیا ہے



جسم میرا ترازو بن گیا ہے  
دل دُکان ہے پر خریدار تُو نہیں



تم مجھ سے بھلا کیوں ملنے آئے ہو  
میں تو خود کو کب سے اکیلا چھوڑ آیا ہوں





ذکر نماز کا ہو رہا تھا، میں پچھلی قضا کر آیا  
جینا تو جہاں کا ہو رہا تھا، میں آخرت تباہ کر آیا



اُس کو ایک بار دیکھ کر دل تو کرتا ہے

اُس کو بار بار دیکھی جاؤں



میں نے پھول کی کلی سمجھ کر اپنایا تھا

تُو نے شجر کی ٹہنی سمجھ کر ٹھکرا دیا



تسبح میں پڑھا ہوا ہے میں نے وہ نام

جسکا اب میں دعائے میں ذکر نہیں کرتا



دیدارِ تڑپ میں تیری ہم صبح کی

روشنی کو دیکھتے رہے

علم یہ بعد میں ہوا کہ چاند

تورات میں نکلتا ہے



بڑی مدتوں کے بعد میں بس

جیتتا ہیجا رہا ہوں

سوچتا ہوں ایک بار پھر تیرے عشق

میں ہار کر دیکھوں



اُس بات کے بعد سے میرا دل بے

جان سا لگتا ہے

اُس کا نام سن بھی لوں تو وہ شخص اب

انجان سا لگتا ہے



چار مصرعی اشعار



اب تیرا گزرا حُسن نہ بھی ملے  
میں تب بھی تجھ سے گزارا کر لوں  
تیرے ملنے کے بعد یہ اُمید تو جاگے  
میں عشق تجھ سے پھر دوبارہ کر لوں



میں تو تمہاری باتوں سے سیٹ بھر لیتا تھا مگر

اب تو تمہارا کلام بھی نہیں سن پا رہا ہوں

تم شاید بات نہ کرنا چاہتی ہو مگر

میں تو کب سے تمہیں ہی سننے جا رہا ہوں



تو نے ستایا تو مجھے بہت ہے مگر  
کسی کو بتانے کے لئے الفاظ نہیں ہیں  
پہلے تم اور تمہاری باتیں تھیں مگر  
اب اتنا کوئی اس دل کے لئے خاص نہیں ہے



محبّت میں میری تجھ سے فریاد دیکھ

تیرے عشق میں میرے اٹھتے جذبات دیکھ

دیکھتا جا رہا ہوں میں صدیوں سے تجھے

محبّت تو بھی مڑ کر مجھے ایک بار دیکھ



التجّا تھی رب سے کہ تُو بار بار ملے

وفا تھی تجھ سے کہ تُو ہی ہر بار ملے

وعدہ کیا تھا تجھے پانے کا کئی مرتبہ

نبھا کے پھر بھی ہمیں عشق داغ دار ملے



جہاں بھی دیکھوں بس تُو ہی نظر آتی ہے

چاندنی چہرہ مگر پلو کے چھپے چھپاتی ہے

اس شاعر کو اپنی محبت میں دیوانہ کر دیا ہے تُو نے

یہ جانتی بھی نہیں کہ اوپر اوپر سے دکھاتی ہے



جس سے حال پوچھا تھا

اُس نے ہمیں ہمارے ماضی میں دھکیل دیا

جس کو مستقبل بنانا تھا

اُس نے ہمارا حال ہی ہم سے چھین لیا



ایک بار ادھر سے گزر کر جا

اگلے سات برس تیری مہک آتی رہے گی

تجھے بھلانا اتنا مشکل نہیں ہے لیکن

مسئلہ یہ ہے کہ تیری یاد آتی رہے گی





کبھی حسرتوں پر عمل کا سوچا نہیں  
نہ ہی دل ہی دل میں اُن کو سجا رہا ہوں  
تیرے کہنے پر خود کو بھلایا تھا میں نے  
اب اسے کہنے پر تجھے بھلا رہا ہوں



اس کے اظہارِ خیال میں کھو جانے کا دل تھا  
وہ نہ ہوتا، مگر مجھے اُس کے ہو جانے کا دل تھا  
اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کھو تو چکا تھا میں  
اب میرے دل کو اُس سے ڈھونڈے جانے کا دل تھا



ایک شعر اپنا ارشاد ذرا پھر تو کر

پیار میں ہم سے وہی جہاد ذرا پھر تو کر

ابھی بھی تو منہ موڑا ہی ہوا ہے تو نے

بیشک دیکھ اُدھر ہی مگر ہمیں یاد ذرا پھر تو کر



مزے کی بات ہے کہ بن بتائے ستایا گیا ہے ہمیں

مزے کی بات ہے کہ بن بتائے ستایا نہیں جاتا

تجھی سے واسطہ رکھنے پر رولایا گیا ہے ہمیں

کسی اور سے واسطہ رکھنے پر رولایا نہیں جاتا



میں بھی سوچتا رہا تیرے ہی بارے میں پوری رات  
کہ شاید تجھے بھی دن بھر میں میری یاد آجائے  
سوال تھا ذہن میں کہ ابھی تو میرے پاس ہو  
اور جدائی کا لمحہ اب سے کچھ صدیوں بعد آجائے



گلا نہ کر رہا تھا میں تم سے

تمہیں تمہاری ہی باتیں سنا رہا تھا

یادیں اپنی یاد کر اکر تمہیں

کوشش ہی سہی مگر تمہیں بھلا رہا تھا



دل نے بھی سوال کیا کس جگہ کھڑا کر گئی وہ تجھے

خود اسنے دل کو ہی دلا سا دیے جا رہا ہوں

اس جگہ سے گزرنے میں وقت بہت لگا ہے مجھے

کچھ دیر رکیے، خود سے وقت پوچھ کر آ رہا ہوں



تیرے عشق میں میرا جنازہ اٹھ گیا تو بھی

خوش اس پر ہوں گا کہ امام تو تھا

افسوس اس عاشقِ قتل میں کیا کیا ہوا

یہ سب جانتے ہوئے بھی بے زبان تو تھا





تیرے ورگائیں کوئی دیکھیا نہیں  
نہ تیرے ورگائیں کوئی دیکھن آلا اے  
کالی زلفاں دیکھا کر، کیوں پچھ دی اے  
تو حور میرے اگے کنا کو گر ن آلا اے



بس اب عبادت میں لگا ہوا ہوں میں

دعا ہے کہ خدا کو ڈھونڈ لوں

حرف، الفاظ، رنگِ کردار میں لگا ہوا ہوں میں

دعا ہے ربِّ کائنات کو ڈھونڈ لوں



تم خود پری ہو کر مجھ جیسے کی تعریف کیا کرتی تھی

پیار میں اتنا پاگل تھا کہ اعتبار میں کرتا رہا

تمہاری ہلکی سی آواز میں کوئی خمہار سا بھرا تھا

اُس آواز کا جادو تھا کہ میرے دل میں بگاڑ کرتا رہا



تم شب بخیر بول کر گئی تھی مجھے اُس دن  
تمہارا بولنا تھا کہ میری شب کو خیر کرتا رہا  
تم نے مجھ جیسے بندے کو بات کے قابل سمجھا تھا  
تمہارا سمجھنا ہوا کہ میں بات تم سے بے شمار کرتا رہا



غزلیں

وقت پر اظہار نہیں  
حرف ہے، الفاظ نہیں

عشق میں مجبور ہے  
دل ہے، دلدار نہیں

مینے کا من ہے  
جام ہے، پر پیاس نہیں

دل کی دیوار ہے

قبر ہے، مزار نہیں

ناصر تیرا دیوانہ ہے

مجنوں ہے، پریار نہیں



وہ روئے اس لیے کہ ہم نے چُپ کر دیا  
ہم روئے کیوں کس لیے ہمیں اُکسا دیا

ہوس اُس کے پیار کی ظُلمت اُٹھا لیا  
ہم روئے کیوں کس لیے ہمیں جھٹلا دیا

جانتے ہوئے سب کچھ ہمیں تم نے سُلا دیا  
ہم روئے کیوں اس لیے ہمیں اُٹھا دیا



سمجھ کے بھی سمجھ نہ سکے اس سوال پر  
ہم نے جواب نہ دیا ہمیں بھلا دیا

مُرجھا کر ناصرؔ پھر خود کو سجا لیا  
ہم روئے نہیں پھر بھی ہمیں کیوں رُلا دیا



نام بھول سٹھے جانے انجانے میں  
مگر اک یاد ادھوری سی رہ گئی

اقرار کر سٹھے جانے انجانے میں  
مگر اک بات ادھوری سی رہ گئی

جزا مانگ سٹھے جانے انجانے میں  
مگر اک التجا ادھوری سی رہ گئی

گناہ کر بیٹھے جانے انجانے میں  
مگر اک سزا ادھوری سی رہ گئی

نماز پڑھ بیٹھا تھا ناصر اُس کے عشق میں  
مگر آخر پر اک دعا ادھوری سی رہ گئی



رازِ دل ممکنہ طور پر بھلا بیٹھا تھا  
وہ مجھے یاد تھا پر وہی مجھے بھلا بیٹھا تھا

اُس نے ہماری محبت کا جام ٹھکرایا تھا  
پر میرا ضمیر مجھے اُس کا جام پلا بیٹھا تھا

ہم نے تو اُسے عشقِ حقیقی سمجھ کر اپنایا تھا  
دل مگر اُسے اپنا مجازی رب بنا بیٹھا تھا

ہم نے بھی راتوں کو خوب باتیں کی تھیں اُس رب سے  
پھر بھی دل ہمیں سُلا کر جذبات کو اٹھا بیٹھا تھا

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ہمیشہ میں ہی غلط ہوں  
اِس بات سے پہلے بھی سو بار وہ مجھے جھٹلایٹھا تھا

ہر بار دل اُس سے محبت کا دعویٰ کرتا تو تھا  
وہ پھر بھی اُس دعوے پر کفن کا ہار سجا بیٹھا تھا

اے دل! تیری کوشش تو بڑی واضح تھی مگر  
یہ وہی رب تھا جو ہر بار ناصر کو رُلا بیٹھا تھا



یہ سرد راتیں، اِن میں سناٹا

اِن میں جاگتا میں اور میری تنہائی

چاند تو تھا ہی موجود دیکھنے کے لیے

آج لوگوں کو میری بے بسی تک نظر آئی

تیرے بارے میں میری سوچ کا آنا مگر

وقت یاد کر کے تیری وہ باتیں بھلائی

اُس وقت وہ تیرا سخت لہجہ تو صحیح  
اُس میں تلخی اور نفرت تک صاف نظر آئی

اِک بار پھر کہتا ہے ناصر اپنا ضمیر سُلا کر  
زندگی اُس سے مجھے اِک بار ہی سہی مگر پھر ملائی



دلِ محرومی نے مجھے اتنا محروم کیا  
میں نے خود کو خودی سے محروم کیا

دل نے اُس سے دل لگی کی کوشش کی تھی  
اُس دل کو دوبارہ لگنے سے محروم کیا

میں تو کافی دیر تک اُسے سمجھاتا رہا  
اُس نے پھر بھی مجھے دیر تک محروم کیا



وہ میری باتوں کو ہر روز جھٹلایا کرتا تھا

کہ میں اپنی باتوں کو سچ سے محروم کیا

اُس سے محبت کا دعویٰ تو ہر حد تک تھا

کہ اُس نے اُس حد کو مجھ تک سے محروم کیا

ناصر نے اُس سے بہت سے جواب طلب کیے تھے مگر

آخر کار بول کر اُسے سوال تک سے محروم کیا



تیری محبت میں ہم دیوانے سے ہو گئے  
تجھے دیکھنے کی دیر تھی کہ ہم دیوانے سے ہو گئے

تم نے مجھے تم سے آکر ملنے کا کہا تھا  
ہم شاعر کیا تھے، رستے ہمارے لیے انجانے سے ہو گئے

تم نے چاہا تھا کہ ہم روز تم سے بات کریں  
تمہارا چاہنا تھا کہ ہمارے لفظ تک سیانے سے ہو گئے

تم سے بس ایک ہی بات کیا کرتے تھے ہم ہر روز  
کہ اب اس بات تک کہ تم سے یا رانے سے ہو گئے

ہمارا پوچھنا تھا اور تمہارے راضی ہونے کی دیر تھی  
دل کے ساتھ میری دنیا تک میں تمہارے کاشانوں سے ہو گئے

ناصر کی تو بس تم سے عرض تھی کہ ہم تمہاری  
آنکھوں، باتوں، آوازوں تک سے مستانے سے ہو گئے



اب تجھے بھلانا تھوڑا مُشکل سا لگتا ہے  
تجھے نہ سوچوں تو بھی تجھے بھلانا مُشکل سا لگتا ہے

میں تو کبھی تجھے یاد تک نہ کرتا تھا اپنی اکیلی راتوں میں  
اب تیری یاد آجائے تو خود کو سُلانا مُشکل سا لگتا ہے

تیرے انتظار میں میں نے راتیں کچھ اِس طرح گزاریں ہیں  
اب راتیں جاگ کر بھی دل کو اُٹھانا مُشکل سا لگتا ہے

تو خود وہ کالے بال کھلے چھوڑتی ہے مجھے دکھانے کے لیے  
اب کسی اور کو دیکھ کر یہ دل بہلانا مُشکل سا لگتا ہے

خود تو بڑی محافظ بنی پھرتی ہے اپنی ان زلفوں کی  
اب کسی اور کا مجھے اپنی زلفوں کے جال میں پسانا مُشکل سا لگتا ہے

اب تو تُو لے گئی میرا دل، اب کیا پچھتاؤں میں  
تیرے بعد کسی اور کا میرا دل چرانا مُشکل سا لگتا ہے

ناصر تیرے لیے ہی غزل لکھ رہا ہے اور تُو کہتی ہے کہ  
محبت میں ایک شاعر کو اپنانا مُشکل سا لگتا ہے



وہ گزارا کر جاتی تھی دن گزار کر  
دن کی طرح اُس کی رات گزر جاتی تھی

چھپا لیتی تھی وہ انے لفظوں کے چھپے  
اُن احساسات کو جنہیں چہرے سے ہٹا دیتی تھی

اُس اندازِ بیاں کے چھپے کوئی تو راز تھا  
وہ رو کر بھی اگلے ہی لمحے مُسکرا دیتی تھی

اُس سے اس بارے میں کلام کرو تو بھی  
بات بدل کر وہ یہ بات بھلا دیتی تھی

غرض کہ ہمیں وہ اپنی ہنسی دکھا کر  
باتوں کے پچھے وہ بات چھپا لیتی تھی

ہم اُس کی خوشی کی چاہ رکھتے تھے تو بھی  
خود راتیں جاگ کر ہمیں سُلا دیتی تھی

بہت منایا تھا ناصر نے اُسے اس بات پر  
جو بات خود یاد کرا کر اُسے ہَسا دیتی تھی



یہ سب وہ الفاظ ہیں جو ۲۰۲۲ سے ۲۰۲۳ کے درمیان کاغذ پر اترے۔ کچھ دکھ کے لمحے تھے، کچھ خاموشیوں کے، اور کچھ وہ باتیں جو کہی نہ جا سکیں۔ شاید ہر شعر کسی ادھوری سانس کی طرح تھا۔ مگر یہ سفر ابھی رُکا نہیں۔ ابھی بہت کچھ کہنا باقی ہے، بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔

ناصر